

موجودہ بحرانی صورت سے نکلنے کا قرآنی حل

خدا کرتے ہوئے کو چپ کرانے کی خاطر ہمیں اکثر ایسے جملوں کا استعمال کرتی ہیں کہ اذ وہ ملی آگئی۔ اذ وہ کوا آگیا۔ اذ جن کھا جائے گا۔ کیا کریں اسلامی دنیا کے سربراہان اس قدر طاغوتی دباؤ میں آگئے کہ انھیں پیٹھے گردان کر رہتے ہیں کہ بائے فلاں طاغوت کھا جائے گا۔ فلاں سپر طاقت چڑھائے گی۔ فلاں امریکا مارے گا۔ بھول گئے یہ خلق حکمران کشتیوں سے بننے والے آلات سینوں میں پلنے والے ایمان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوئی ہتھیار تھے حضرت امیرالمومنین کے پاس کہ تباہ پوری نمرودیت کو لگا را اور کامیاب نکلے۔ پھر مدینے کے اس منکر کو دیکھیں انصار پر کھربار چھوڑ کر آنے والوں کا بوجھ ہے۔ مہاجرین معاشی و معاشرتی کمبیزوں میں سرگرداں ہیں۔ منافقین اندری اندر شہنشاہ ہیں۔ یہودی قبائل برسر مخالفت ہیں۔ گروہ پیش کے قبائل قریش سے مرعوب اور مذہبان کے حامی ہیں۔ ایسے میں قریش مکہ کا اٹھنا اور اینٹھنا ہوا لشکرِ موسیٰ بن جابر قدوسیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے جن کو وہ پہلے پرانے دیس وکیل چکا ہے۔ اس گاتے بجاتے لشکر میں کوئی چھ سوزہ پوش مردان جنگی اور تقریباً سو سواروں کا رسالہ بھی شامل ہے۔ مدینے کی فضائیں بھانپ گئیں کہ فیصلے کی گھڑی آچکی۔ نتیجے سے سرور مسلمان جیسے بھی تھے نکل پڑے ان غصے بھرے قریش کا مقابلہ کرنے کیلئے جو اس وقت کے جزیرہ نمائے عرب میں ایک خوفناک طاقت گردانے جاتے تھے۔ کونسا گروہ جیتا؟ ظاہر ہے مسلمان اس لیے کہ بچانے والا مارنے والوں سے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔ وہ طاقتور یوں جیسے خود مسلمانوں کی صف میں شامل ہو گیا۔ قرآن میں آیا:

”پس تم لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور جب تو نے ان پر ناک بھیجی تو تم نے نہیں بھیجی بلکہ اللہ نے بھیجی۔“ (انفال: 17)۔

رب کائنات کیوں مسلمانوں کی صف میں شامل ہو گیا؟ بیا بگ دلی قرآن ہی میں بتا

دیا فرمایا:

”کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے

کھروں سے ماتحت نکالے گئے اس بنیاد پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے“ (تج: 39-40)۔
 آج کی دنیا میں بھی بے کمر کیا جا رہا ہے تو مسلمانوں کو کشتوں کے پستے لگائے جا رہے ہیں تو مسلمانوں کے روتی عورتیں، بلبلاتے بچے، تنہی عصمتیں، اٹھتے جنازے، اجتماعی قبریں مقدر ہے تو مسلمانوں کا قصور ان مسلمانوں کا کیا ہے؟ بس یہی کہ ”ا کبرام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں“۔ سات سمندر پار کر کے مسلمان ملکوں پر حملہ آور ہیں تو وہ مہادہشت گرد جو صبح و شام دھوکا دے رہے ہیں تو یہ ڈھنڈورا پیٹ کر کہہ دیتا ہے دہشت گردی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کس قدر عیار ہوتا ہے وہ چور جو چوری بھی کرتا جائے اور ساتھ چور چور کا شور بھی کرتا جائے۔
 قرآن مجید قیامت تک کیلئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں اس صورت حال کا بھی واضح، دو ٹوک اور حتمی حل موجود ہے جس سے ملت مسلمہ بالخصوص مسلمان پاکستان وقت کے اس موڑ پر دوچار ہیں۔ فرمایا گیا:

”ہرگز نہ بدو غار و شرمین سے کوئی پروا نہ کرو ان کی اذیت رسانی کی اور بھروسہ کرو اللہ پر۔ اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کرے“ (احزاب: 48)۔
 مسلمانو! یہ قرآن مجید کی نص ہے۔ اگر عزت کی زندگی گزارنا اور عزت کی موت مرنا ہے تو ان لوہے رب کی اور عمل کرو اس کے اس حکم پر۔

یہ عبادت، یہ دعائیں کس گن؟

مبارک ماہ رمضان آتا جاتا رہتا ہے۔ اس میں دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان معکف ہو کر گزرا کر دعائیں مانگتے ہیں۔ دن کو روزے، رات کو قیام بخینے اور شب بیداریاں عروج پر ہوتی ہیں۔ صبح و شام مساجد میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ بایں ہمہ مسلمانان عالم ہیں کہ ذلت و رسوائی سے دوچار۔ مسلمان سر زمینیں لبو لبان ہیں۔ روتے بچے، چنچتی عورتیں، اٹھتے جنازے، اجتماعی قبریں، مقدر ہے تو مسلمانوں کا۔ قرآن مجید گواہ مسلمانوں سے مسلمانوں کا قہر نام اللہ کے غضب اور عذاب کی شکل ہے (انعام: 65)۔

امت زیر عتاب علماء کرام سے پوچھیں یہ عبادتیں یہ دعائیں کیوں رنگ نہیں لاریں؟ کسی میں زندگی کی رقبہ باقی ہے تو ضرور بتائے گا کہ مسلمانوں پر اللہ کے یہ عذاب کے کوڑے اس لیے برس رہے ہیں کہ انہوں نے قرآن و سنت کو پس پشت ڈالکر اپنے ہاں اپنے ہاتھوں سے لکھے آنکھیں کھائی کھائے مانڈ کر رکھے ہیں۔ شومی قسمت انہوں نے قرآن و سنت پر مبنی نظام خلافت چٹا کر کے اپنے ہاں جمہوریت و آمریت جیسے کافرانہ نظام رواں دواں کر رکھے ہیں۔ پوری اسلامی دنیا کو ایک خلیفہ المسلمین کی سرکردگی میں رکھنے کی بجائے مسلمانوں کا خود پر کوئی 57 سربراہان کو مسلط کرنا اسلامی دنیا کے حصے بخرے کر کے 57 ٹکڑوں میں تقسیم کرنا اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور قرآن و سنت سے صریح انحراف ہے۔ یہ قرآن کے کچھ حصوں کا اقرار اور کچھ کا انکار خود عذاب کی شکل ہے (بقرة: 85)۔ ہمارے بس میں یہی ہے ہم ایک عرصہ سے یاد دہانی کراتے آ رہے ہیں کہ جب تک ہم نظام خلافت قائم نہیں کرتے یہ سجدے یہ مراتب یہ شبہ بیداریاں سب بے کار و بے جواز ہیں۔

کیا واقعی ہم آزاد ہیں؟

اگر ہم آزاد ہیں تو پھر ہمارے ایوانوں باؤسوں اور میڈیا میں صبح و شام امریکہ امریکہ کی گردان کیوں؟ اگر ہم آزاد ہیں تو یہ بیرونی دیکشن بیرونی حملے بیرونی قرضے اور بیرونی دھمکیاں کیوں؟ اگر ہم آزاد ہیں تو پھر اپنوں سے اپنوں کا قتل عام کیوں؟ اگر ہم آزاد ہیں تو ہمارے ہاں خلیفہ المسلمین، اولوالامر، شورعی بیت المال معدوم کیوں؟ اگر ہم آزاد ہیں تو ہمارے ہاں میر جعفریوں اور میر صادقوں کی بھرمار کیوں؟ اگر ہم آزاد ہیں تو ہمارے ہاں عدالتوں میں مغربی ایوانوں میں تیار کردہ قوانین کے تحت فیصلے ہوتے ہیں تو کیوں؟

اصل بات یہ ہے کہ کہیں بھی جس کا قانون رائج ہو حکومت اسی کی ہوتی ہے۔ اگر ہمارے ہاں قرآن و سنت کے خالص قوانین نافذ ہوتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی حکومت یا نظام خلافت ہوتا۔ آج جب انگریز کے قوانین نافذ ہیں تو حکومت ہمارے ہاں اب بھی انگریزوں کی ہے۔ وہ ہماری سر زمین سے تو چلے گئے لیکن اپنے قوانین کے ذریعہ حکمرانی اب بھی بدستوران کی ہے۔ بخدا

ہم آزاد نہیں اور اسی طرح غلام رہیں گے جب تک ہم اپنے ہاں سو فیصد قرآن و سنت کے قوانین نافذ اور نظام خلافت بحال نہیں کرتے۔

سب سے بڑا جھوٹ

ماٹن ایون کے بعد بڑے بڑے جھوٹ بولے گئے۔ لیکن گذشتہ دہائی کا سب سے بڑا جھوٹ پاکستانی حکمرانوں کا یہ دعویٰ کرنا اور کرتے ہی چلے جانا ہے کہ ”دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری اپنی جنگ ہے“۔ پوری قوم کیسے بیوقوف بن جائے یہ بات تو ایک ادنیٰ ریزہ بھی جانتا ہے کہ جس کا کھلایا جائے چاروا چاراس کے گن گانے اور چھریاں سنی پرتی ہیں۔ بیچارا پھل فروش محلے کے چودھری سے کچھ قرض تو لے بیٹھا۔ پھر کیا تھا چودھری صبح سویرے آتا، اچھا اچھا پھل چٹھنے چٹھٹا ساتھ یہ دھمکی بھی دے جاتا کہ کسی کے سامنے مجھ سے قیمت کا مطالبہ نہیں کرنا۔ مغرب والے پاکستان کے کاسٹ گڈائی میں کوئی نوالہ ڈالنے سے پہلے اپنا بیجنڈا ہاتھ میں تھماتے ہیں۔ پہلے تو یہ بیجنڈا زیادہ تر خفیہ ہوتا تھا لیکن اب تو ڈنگے کی چوٹ، 'Do More' 'Do More' قرض خواہ بھانپ گئے کہ بھکاری خوب بچھڑ گیا ہے۔ اپنے مفاد کے فیصلے تو کوئی تب کرے کہ اس نے کسی سے مانگ کر کھلایا نہ ہوا اور آئندہ مانگنے کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ وہ ماضیہ اولاد جو مروٹی اٹاٹے بچ کر اور چودھریوں سے قرض لیکر گل چھرے اڑائے ایک دن گاؤں چھوڑ جاتی ہے۔ وہ قوم جو کھلی اٹاٹے بچ کر اور غیروں سے قرض لیکر لالے تلے اڑائے سویر یا بدیر صغیر، سستی سے مٹ جاتی ہے۔ موجودہ بدرو میں بیٹے ہوئے ہم اہل پاکستان ماقیامت اپنے مفاد کے فیصلے نہیں کر سکتے۔ کر سکتے ہیں تو صرف اس ایک صورت میں کہ ”پرائے رزق“ کو دھتکار دیں۔ بھوکے رہیں، کھائیں تو صرف اپنے ہاں کا۔

الداعی الی الخیر: چودھری رحمت علی، امیر تحریک عظیم اسلام دارالسلام واپڈا

ٹاؤن ہاؤس فون: 0300-9462188